لفظ مولا
پر
چالیس دلیلیں

مَن کُنتُ مولاہُ فھذا علی مولاہ

Compiled & Published by:
Association of Imam Mahdi (a.s.)
P.O. Box No. 19822, Mumbai - 400 050.

لفظ مولیٰ پر

چالیس (۴۰) دلیلیں

https://downloadshiabooks.com/

نام کتاب: لفظ مولیٰ پر چالیس دلیلیں

مصنف و ناشر: ایسوسی ایشن آف امام مہدیؑ

پوسٹ بکس نمبر: ۱۹۸۲۲، ممبئی - ۴۰۰ ۰۵۰

تاریخ اشاعت: ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ ، جنوری ۲۰۰۴ء

https://downloadshiabooks.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ ابْنِ الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلَى آبَائِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ، وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَلِيّاً، وَحَافِظاً، وَقَائِداً، وَنَاصِراً، وَدَلِيْلاً، وَعَيْناً، حَتّٰى تُسْكِنَهُ أَرْضَكَ طَوْعاً، وَتُمَتِّعَهُ فِيْهَا طَوِيْلاً.

https://downloadshiabooks.com/

فہرست مضامین

(۱) مقدمہ ۱

(۲) لفظ مولیٰ پر چالیس(۴۰) حدیثیں ۱۲

۱۔ مقدمہ ۱۴

۲۔ ادبی دلیلیں ۱۶

۳۔ تاریخی دلیلیں ۱۸

۴۔ دوسری دلیلیں ۳۰

https://downloadshiabooks.com/

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَصَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ العَصْرِ (عج) اَدْرِكْنَا

مقدمہ

خدا تک پہونچنے کا واحد راستہ :

ولایت اور امامت اہل بیت علیہم السلام

معنی اسلام

اسلام کا مطلب ہے: «تسلیم »[1]

اَلْإِسْلاَمُ هُوَ اَلتَّسْلِيْمُ

یعنی خدا اور رسول کے حکم کے سامنے تسلیم ہوجانا۔ یعنی ان کے حکم اور مرضی پسند اور ناپسند کے مقابلے میں اپنی کوئی رائے نہ رکھنا۔ ان کی پسند کو اپنی پسند اور ان کی ناپسندیدگی کو اپنی ناپسندیدگی قرار دینا۔

خداوندعالم کی ربوبیت زندگی کے کسی ایک شعبہ سے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ یہ انسانی وجود، جسم ، روح، خیال، اعمال، اخلاق، انفرادی، اجتماعی وغیرہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے. خدا کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی زندگی کے ہر مرحلہ میں خدا کے احکام کی پیروی کرے۔

خداوندعالم کی ربوبیت کی طرح حضرت رسول خدا ﷺ کی رسالت بھی کسی ایک شعبہ زندگی

[1] الکافی، ج ۲، ص ۴۵۔

https://downloadshiabooks.com/

سے مخصوص نہیں ہے۔ خدا «رب العالمین» ہے رسول خدا ﷺ «رحمة اللعالمین» ہیں۔

تسلیم تقاضائے ایمان

خدا وندعالم نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے اختیار کو اسطرح بیان فرمایا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا

"اگر خدا اور رسول کسی مسئلہ میں کوئی فیصلہ کردیں تو پھر کسی مؤمن مرد اور مؤمن عورت کو اس سلسلے کوئی اختیار نہیں ہے۔ اور جو خدا و رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہو گا۔"[۲]

قرآن کریم میں ایک اور جگہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے فیصلہ کے سامنے سراسر تسلیم ہونے کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

"آپ کے رب کی قسم اس وقت تک یہ صاحب ایمان نہ ہوں گے جب تک اپنے مسائل میں آپ کو حکم اور فیصلہ کرنے والا قرار نہ دیں اور جب آپ کوئی فیصلہ صادر کریں تو اپنے دل میں اس کے تعلق کوئی بھی تنگی اور خلش محسوس نہ کریں اور اس طرح سے تسلیم ہوجائیں جو تسلیم ہونے کا حق ہے۔"[۳]

---

۲ سورہ احزاب، آیت ۳۶۔

۳ سورہ نساء ، آیت ٦۵۔

https://downloadshiabooks.com/

پھر اسی بات کو مزید عمومیت کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا

"اور جو کچھ تمہیں خدا کا رسول دیں وہ لےلو اور جن باتوں سے وہ منع کریں ان سے دور رہو۔ خدا سے ڈرو، یقینا اللہ شدید عقاب والا ہے۔"[۴]

ان چند آیتوں پر غور کرنے سے یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے، کہ اسلام کا تقاضہ ہے کہ انسان خدا اور رسول ﷺ کے احکام کے سامنے پوری طرح تسلیم رہے اور وہ زندگی کے جس مسئلہ میں جو بھی فیصلہ کردیں انسان دل کی گہرائیوں سے اس فیصلہ کو قبول کرے اور اس فیصلہ کے تعلق سے دل میں کوئی بھی خلش محسوس نہ کرے۔ اور جن چیزوں کو رسول دیں اس کو لے لے اور جن باتوں سے منع کریں اس سے دور رہے۔

اگر ایسا نہ کیا، یعنی خدا و رسول ﷺ کے فیصلہ پر اپنی پسند کو ترجیح دی یا ان کے فیصلے کی عملی مخالفت تو نہ کی لیکن دل سے پوری طرح قبول نہیں کیا بلکہ خلش محسوس کی، تو اس کا انجام کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ اور سورہ حشر کی آیت کے مطابق شدید عقاب ہے۔

یہ ایک طرف ، امت کے مسائل کے سلسلہ میں رسول خدا ﷺ کی کیفیت کیا ہے۔ قرآن کریم اس طرح سے بیان فرماتا ہے۔

درد مند پیغمبر ﷺ

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

---

۴ سورہ حشر، آیت ۷۔

https://downloadshiabooks.com/

”یقینا تمہارے پاس وہ پیغمبر آیا ہے جو تمہیں میں سے ہے اور اس پر تمہاری ہر مصیبت شاق ہوتی ہے اور وہ تمہاری ہدایت کے بارے میں حرص رکھتا ہے اور وہ مؤمنین کے حال پر شفیق اور مہربان ہے۔“[5]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے۔ کہ پیغمبر اکرم ﷺ کے دل میں مسلمانوں کا کتنا درد ہے۔ وہ مصیبتیں جو مؤمنین پر پڑتی ہیں پیغمبر اکرم ﷺ کو اس تکلیف ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی مشکلات پیغمبر ﷺ کے لئے شاق ہیں۔ اس کے علاوہ انھیں ہدایت کی ایک دھن ہے۔ فکر ہے۔ ہر وقت لوگوں کی ہدایت کا خیال ہے۔ قرآن کریم نے سورہ توبہ کی آیت ۱۱۷ میں یہ دونوں صفتیں خدا کے لئے استعمال کی ہیں۔ ﴿إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾

اس کے علاوہ بھی کئی مقامات پر خدا کے لئے رؤف رحیم کی صفت استعمال کی گئی ہے۔ اور سورہ توبہ کی آیت ۱۲۸ میں یہی صفت حضرت رسول اکرم ﷺ کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ اس دنیا میں صفات خدا کے مظہر ہیں۔ خدا کی طرح وہ بھی بندوں کے حق میں نہایت درجہ شفیق و مہربان ہیں رؤف و رحیم ہیں۔ جس طرح خداوندعالم کا کوئی حکم بندوں کے حق میں ظلم نہیں ہے۔ بلکہ اس میں سراسر بندوں ہی کی بھلائی اور فلاح ہے۔ اسکی اطاعت میں ان کی کامیابی و سعادت ہے اور اس کی مخالفت خود بندوں کی گمراہی اور نتیجہ میں دردناک عذاب کا سبب ہے۔ اسی طرح حضرت پیغمبر اکرم ﷺ کا ہر فیصلہ (اگرچہ آنحضرت کا کوئی بھی فیصلہ ان کی اپنی مرضی سے نہیں ہوتا بلکہ ماینطق عن الھوی کی روشنی میں ان کا ہر فیصلہ اور ہر بات خدا کا فیصلہ ہے۔) مؤمنین کے لئے خیر ہی خیر ہے۔ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری میں سعادت اور کامیابی ہے۔

---

۵ سورہ توبہ ، آیت ۱۲۸۔

https://downloadshiabooks.com/

مخالفت میں گمراہی اور دردناک عذاب ہے۔

کیا ممکن ہے کہ پیغمبر ﷺ اپنا جانشین معین نہ کریں؟

ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، کیا یہ ممکن ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ امت کے اہم ترین مسئلہ کو نظر انداز کردیں؟ دنیا میں ایک عام انسان جس کے پاس بس معمولی عقل و شعور ہو اگر وہ کوئی کارخانہ قائم کرے۔ جس میں نہایت قیمتی سامان تیار ہوتا ہو۔ اور اس کے اہم راز صرف اسی کو معلوم ہوں کام کرنے والوں کی اکثریت ان امور میں گہری اور کامل معلومات نہ رکھتی ہو۔ تو کیا وہ اپنے بعد کے امور اکثریت کے حوالے کردے گا وہ جس کا چاہیں انتخاب کریں۔ جبکہ ان میں ایک ایسا فرد موجود ہو جس کی مالک نے ابتداء سے تربیت کی ہو۔ سارے اسرار و رموز اس کو تعلیم دیئے ہوں۔ ہر ایک بات سے اس کو آگاہ کیا ہو۔ اور وہ واقعاً و حقیقتاً مالک جیسا ہو۔ تو آیا دردمند عقلمند مستقبل کے بارے میں فکر مند مالک اپنے بعد کے مسائل کو واضح کئے بغیر چلا جائیگا اور کارخانہ کا مستقبل اکثریت کے رحم وکرم پر چھوڑ دے گا؟ یا اپنی زندگی میں اس فرد کو معین کرے گا جو اس جیسا ہو اور ہر ایک بات سے واقف ہو تمام اسرار و رموز سے آگاہ ہو۔

ایک عام عقل کا فیصلہ یہی ہے کہ مالک اپنے انتقال سے پہلے انتظام کرکے جائیگا۔

وہ رسول جو مؤمنین کے حق میں خدا کی طرح رؤف و رحیم ہو۔ اس سے یہ بات کیونکر ممکن ہے کہ انھیں اپنے انتقال کا یقین ہو اور وہ امت کی علمی اور عملی حالت سے بخوبی واقف ہوں اور امت کے لئے کوئی رہنما خلیفہ معین کئے بغیر چلے جائیں؟!

ہمیشہ رہنما خدا نے معین کیا ہے

اس کے علاوہ رؤف و رحیم پروردگار نے انسانوں کی ہدایت کے لئے خود انھیں یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ خود اپنی صواب دید سے اپنے لئے کوئی رہنما اور نبی معین کرلیں اور خدا ان کے منتخب کردہ نبی کو تسلیم کرلے۔ بلکہ خداوندعالم نے انسانوں کی ہدایت کے لئے خود اپنی طرف سے نبی معین کیا۔ امت کا کام خدا کے معین کردہ نبی کو تسلیم کرنا اور اسکی اطاعت کرنا ہے۔ نبی معین کرنا نہیں ہے۔

اسی طرح خلافت و امامت کا مسئلہ بھی ہے۔یہاں بھی امت کا کام اپنے لئے رہنما معین کرنا نہیں ہے۔ بلکہ جس کو رسول خدا ﷺ معین فرمائیں اس کو تسلیم کرنا ہے۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے دعوت ذوالعشیرہ سے غدیر خم تک ہر ہر قدم پر مختلف مناسبتوں سے حضرت علی علیہ السلام اور ان کے گیارہ معصوم فرزندوں کو اپنا جانشین اور خلیفہ اور امت کا بلا شرکت غیرے رہنما معین فرمایا ہے۔ غدیر میں من کنت مولاہ کے ذریعہ اس اعلان کو آخری اور حتمی شکل دی اور ہر ایک سے بیعت لے کر قیامت تک حجت تمام کردی۔

رسالت و امامت باب خدا

امامت اور خلافت کی بحث صرف تاریخی بحث نہیں ہے۔ نبی صرف خدا کی جانب سے احکام پہونچانے والا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا دروازہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رسول کی رسالت و نبوت کا اقرار کرے تاکہ خدا کی بارگاہ میں اس کی عبادت قبول ہوسکے۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ

وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

”اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تم کو عزیز رکھے گا اور تمہاری گناہوں کو بھی معاف کردے گا اور اللہ گناہوں کا بڑامعاف کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔“[٦]

یعنی اگر کوئی پیغمبر ﷺ کو نظر انداز کر کے خدا سے محبت کرنا چاہتا ہے تو اس کی سعی رائیگاں ہوگی۔ خدا سے محبت کا راستہ پیغمبر ﷺ کی پیروی ہے۔ یعنی خدا کی بارگاہ میں عقیدہ نبوت اور پیروی رسالت کے بغیر رسائی ممکن نہیں ہے۔ اگر کوئی پیغمبر ﷺ کے ذریعہ جائیگا تو اس کو خدا کی محبت بھی ملے گی اور اس کی گناہیں بھی معاف ہوں گی۔ ذرا اس آیت پر توجہ فرمائیں۔

وسیلہ مغفرت

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

”جن لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے۔ گناہیں انجام دیں ہیں۔ اے رسول اگر وہ آپ کے پاس آئیں اور یہاں آکر استغفار کریں اور آپ بھی ان کے حق میں استغفار کریں تو یہ لوگ یقینا خدا کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔“[٧]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے، اگر انسان اپنی گناہوں کی مغفرت چاہتا ہے تو اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور ان کے سامنے خدا کی بارگاہ میں

٦ سورہ آل عمران، آیت ٣١۔
٧ سورہ توبہ ، آیت ٦٤،

استغفار کرے اور پھر رسول بھی اس کے حق میں استغفار کریں تب خدا گناہوں کو معاف کرے گا۔

خدا سے قربت اور گناہوں کی مغفرت کے لئے رسول ﷺ کے پاس آنا ضروری ہے۔ یعنی رسول خدا ﷺ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا دروازہ ہیں۔ اب اگر کوئی کسی اور راستہ سے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کرے گا تو وہ ہرگز ہرگز خدا تک نہیں پہونچے گا۔

اہم سوال

اس بیان کی روشنی میں ایک نہایت اہم سوال یہ ہے اور یہ سوال ہر دور سے متعلق ہے یہ سوال آج بھی نہایت درجہ اہم ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے اپنے بعد خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے کس کو دروازہ قرار دیا ہے؟ یا رسول خدا ﷺ کے بعد یہ دروازہ بند ہوگیا؟

اگر ہم کسی ایسے کو اپنا رہنما قرار دیں جس کو خدا اور رسول ﷺ نے معین نہ کیا ہو تو اس کی محبت اور پیروی ہم کو کسی بھی صورت میں خدا تک نہیں پہونچائیگی۔ بلکہ در اصل خدا سے دوری کا سبب ہوگی۔

تاریخ اور حدیث متواتر گواہ ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے خدا کے حکم سے حضرت علی علیہ السلام کو دروازہ قررا دیا۔ ان کو اپنا جانشین وصی اور خلیفہ قرار دیا۔ غدیر خم کے تاریخی مجمع میں جو تاریخی خطبہ دیا اس میں جگہ جگہ اپنے بعد کے خلفاء کا تعارف کرایا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو اس طیب و طاہر سلسلہ ہدایت کی پہلی کڑی اور فرد اوّل کے طور پر سب کے سامنے پیش کیا۔ اور ہر ایک سے بیعت بھی لی۔ یہ سب اس لئے تھا کہ آنحضرت ﷺ کو امت کی ہدایت ونجات کی حد درجہ فکر تھی وہ اپنی طرف سے ہدایت کے تمام راستے ہموار کردینا چاہتے تھے۔ ضلالت و گمراہی کے تمام دروازے بند

کردینا چاہتے تھے۔ اگر آج امت خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے معین کردہ حضرت علی بن طالب علیہ السلام اور ان کے گیارہ فرزندوں کو اپنا امام اور رہنما تسلیم کرتی تو کبھی بھی ضلالت و گمراہی کا شکار نہ ہوتی۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے غدیر خم میں من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ کے ذریعہ باقاعدہ حضرت علیہ السلام کی ولایت اور خلافت کا اعلان فرمایا۔ مگر جو لوگ یہ طے کئے بیٹھے تھے، کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو تسلیم نہیں کریں گے انھوں نے اس بات کی بھرپور کوشش کی کہ لفظ مولیٰ کی وہ تفسیر کی جائے جس سے ولایت و خلافت کے علاوہ ہر چیز سمجھ میں آئے۔ اس طرح لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام اور ان کے گیارہ معصوم فرزندوں کو امامت و خلافت سے محروم نہیں کیا بلکہ اس دروازہ سے لوگوں کو منحرف کردیا جو خدا تک پہونچنے کا واحد راستہ تھا۔

زیارت جامعہ کے یہ فقرے کتنے بلیغ ہیں:

مَنْ أَرَادَ اللّٰهَ بَدَأَ بِكُمْ وَمَنْ وَحَّدَهُ قَبِلَ عَنْكُمْ وَمَنْ قَصَدَهُ تَوَجَّهَ بِكُمْ

"جو خدا تک پہونچنا چاہتا ہے وہ آپ (اہل بیت علیہم السلام) سے شروع کرتا ہے۔ اور جس نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اس نے آپ سے توحید کی تعلیم حاصل کی اور جو خدا کا ارادہ کرتا ہے وہ آپ کی طرف رخ کرتا ہے۔"

وَمَنْ خَالَفَكُمْ فَالنَّارُ مَثْوَاهُ وَمَنْ جَحَدَكُمْ كَافِرٌ وَمَنْ حَارَبَكُمْ مُشْرِكٌ وَمَنْ رَدَّ عَلَيْكُمْ فِي أَسْفَلِ دَرْكٍ مِنَ الْجَحِيمِ

"جس نے آپ کی مخالفت کی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جس نے آپ (کی ولایت و امامت) کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ جس نے آپ سے جنگ کی وہ مشرک ہے۔ جس نے

https://downloadshiabooks.com/

آپ کی باتوں کو رد کیا وہ جہنم کے پست ترین درجہ میں ہو گا۔"

ان جملوں سے واضح ہوتا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی ولایت و امامت کے عقیدہ کے بغیر خدا تک رسائی ناممکن ہے۔ اور خدا تک رسائی ہی اسلامی تعلیم کی روح ہے۔ اہل بیت علیہم السلام کی امامت و ولایت کے بغیر اسلام بے روح ہے۔ اگر خدا تک پہونچنا ہے اور اپنی ہر عبادت میں «قربةً الی اللہ» کے مفہوم کو واقعًا حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے اہل بیت علیہم السلام کی ولایت و امامت کا عقیدہ ضروری ہے۔ جس سلسلے کے فرد اوّل حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام فرد آخر ہیں۔ یہ ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہدایت و نجات کا پاکیزہ سلسلہ ۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث پر اپنی بات کو حسن ختام دیتے ہیں:

ابن بی الحدید معتزلی سنی نے نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۵۴ کی شرح کرتے ہوئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «جسے یہ پسند ہے کہ میری جیسی زندگی بسر کرے اور میری طرح اس دنیا سے جائے اور اس جنت عدن میں رہے جس کو میرے پروردگار نے تیار کیا ہے، اس کے لئے ضروی ہے کہ میرے بعد علی کو اپنا ولی قرار دے اور ان کے دوستوں کو دوست رکھے اور میرے بعد ائمہ معصومین علیہم السلام کی پیروی کرے۔ یقینا یہی حضرات میری عترت ہیں۔ میری طینت سے پیدا کئے گئے ہیں ان کو علم و فہم عطا کیا گیا ہے۔ میری امت کے جو لوگ ان کی تکذیب کریں ان کے لئے جہنم ہے اور ان کے لئے بھی عذاب ہے جو ان سے رشتہ منقطع کریں۔ خداوند عالم ان کو میری شفاعت نصیب نہیں کرے گا۔»

سلسلہ امامت کی آخری کڑی حضرت حجۃ بن الحسن العسکری علیہ السلام کی خدمت میں عید سعید عید

https://downloadshiabooks.com/

اکبر غدیر کی مبارک باد پیش کرتے ہوئے ان کے آباء طاہرین کے واسطہ سے دت بدعا ہیں کہ ہمیں زندگی کے آخری لمحات تک اپنے دامن ولایت و امامت سے متمسک رہنے کی سعادت عطا فرمائیں۔

آمین۔

لفظ مولیٰ پر چالیس (۴۰) دلیلیں

حدیث غدیر اپنی سند کے اعتبار سے متواتر اور یقینی ہے۔ ۱۸ ذی الحجّہ سن ۱۰ ہجری کو رسول خدا ﷺ نے ایک لاکھ سے زیادہ انصار مہاجرین کے مجمع میں «مَنْ کُنْتُ مَوْلاَہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلاَہُ» کے ذریعہ حضرت علی علیہ السلام کی بلا فصل ولایت و رہبری کا اعلان فرمایا۔ اب حق سے فراری اور متعصب افراد کے لئے کوئی بہانہ باقی نہیں ہے۔ مگر صرف یہ کہ وہ لفظ 'مولیٰ' کے معنی میں بحث کریں اور رسول اللہ ﷺ کے منشاء کے خلاف اس کی توجیہہ اور تفسیر کریں۔ واقعاً شیطان کے شاگرد کتنے ہوشیار ہیں!

یہ وہ رش ہے جس کو اہل سنت کے بعض علماء نے اپنایا ہے جن میں فخر الدّین رازی اور قاضی عضدایجی اور نصر اللہ کابلی اور ابن حاجر (صاحب الصواقع المحرقۃ) پیش پیش ہیں اور انہیں کے نقش قدم پر بعض ہندوستانی علماء نے بھی چلنے کی کوشش کی ہے جیسے شاہ ولی اللہ دہلوی (صاحب تحفہ اثناء عشریّہ) اور عبدالحق دہلوی (صاحب لمعات) اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی (صاحب سیف المسلول) ... ان لوگوں نے نادان عوام سے حق کو پوشیدہ رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء شیعہ اور علماء اہل سنت کے درمیان لفظ 'مولیٰ' کا مفہوم گرما گرم بحث کا موضوع رہا ہے اور آج بھی اسی آب و تاب کے ساتھ باقی ہے۔

علماء شیعہ لفظ 'مولیٰ' کا جو مفہوم بیان کرتے ہیں اس کے مطابق اس کا مفہوم امیر، سرپرست، محافظ اولیٰ بالتصرف وغیرہ ہے۔ اس بیان کی روشنی میں رسول خدا ﷺ کی حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ میں جس کا امیر، سرپرست، محافظ اور اولیٰ بالتصرف ہوں علی علیہ السلام کو بھی اس کے حق میں یہی تمام باتیں حاصل ہیں۔ اس بنا پر غدیر کے دن رسول خدا ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت،امامت اور

ولایت کا اعلان فرمایا ہے۔ لیکن اہل سنت کے علماء اس کا کچھ اور مفہوم بیان کرتے ہیں۔ وہ 'مولیٰ' کے معنی دوست بیان کرتے ہیں۔ اس بنا پر رسول خدا ﷺ کی حدیث کا مفہوم یہ ہوگا میں جس کا دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں۔ علماء اہل سنت نے اس مفہوم کے لئے کچھ داستانیں بھی تیار کرلی ہیں اور اس حدیث کو ان داستانوں سے مربوط قرار دیا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ حضرت علی اور زید حارثہ کے درمیان اختلاف ہوگیا۔ زید نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کیا۔ اس وقت رسول خدا ﷺ نے زید کو تنبیہ کرنے کے لئے یہ حدیث ارشاد فرمائی — جبکہ زید بن حارثہ حجۃ الوداع سے پہلے ہی ایک جنگ میں شہید ہوچکے تھے۔ واقعاً گڑھنا کتنا آسان اور نبھانا کتنا مشکل۔ اس مشکل سے بچنے کے لئے بعض لوگوں نے ایک اور داستان جوڑی کہ یہ واقعہ زید بن حارثہ کا نہیں بلکہ اسامہ بن زید سے متعلق ہے۔ جبکہ بعض علماء نے ایک اور قصّہ تیار کیا کہ کچھ لوگ جو یمن میں حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھے جن میں بریدہ الاسلمی اور خالد بن ولید تھے۔ ان لوگوں نے یمن کی واپسی پر رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حضرت علی علیہ السلام کی شکایت کی اور جب رسول خدا ﷺ نے دیکھا اس طرح کے واقعات بڑھتے جارہے ہیں اس وقت حضرت رسول خدا ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور حضرت علی علیہ السلام کی محبت اور ان سے دشمنی نہ رکھنے کے بارے میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس کے بعد یہ حدیث بیان فرمائی — یہ بات واضح ہے کہ دونوں خود ساختہ واقعات ان متواتر روایتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے ہیں۔ جن کو اہل سنت نے اکثر محدثین، مورخین اور مفسرین نے نقل کیا ہے۔ یہ سارے واقعات غدیر کی اہمیت کو گھٹانے کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔

ان باتوں کی بنا پر رسول خدا ﷺ کی یہ حدیث حضرت علی علیہ السلام کی خلافت و امامت سے متعلق نہ ہوگی۔ اس بنا پر لفظ 'مولیٰ' سے متعلق بحث دراصل حضرت علی علیہ السلام کی خلافت و امامت کی بحث ہے

https://downloadshiabooks.com/

جو دوسروں کے ذریعہ غصب کرلی گئی۔ یہ بحث صرف ادبی یا لغوی بحث نہیں ہے۔

علماء شیعہ نے اپنے نظریات کی تائید میں بے پناہ دلیلیں پیش کی ہیں اور ابھی تک ان کا کوئی معقول جواب نہ مل سکا۔ ہاں حق پوشیدہ نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ ہم ان دلیلوں کو متعدد حصّوں میں تقسیم کرتے ہیں:

۱. مقدمہ،

۲. ادبی دلیلیں،

۳. تاریخی دلیلیں،

۴. دوسری دلیلیں اور قرائن۔

۱۔ مقدمہ

لفظ 'مولیٰ' کے معنی سے سے متعلق بحث شروع کرنے سے پہلے۔ اور معنی اولیٰ بالتصرف و اولیٰ بنفس کی وضاحت سے پہلے۔ اس بات کی طرف توجہ ضرور ہے کہ یہ بحث صرف ان روایتوں سے متعلق ہے جہاں پر حدیث ان الفاظ میں نقل ہوئی ہے۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، یا فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

جبکہ بعض روایتوں کے مطابق یہ حدث اس صورت میں نہیں ہے بلکہ ایک اور انداز سے نقل ہوئی ہے، جہاں اس شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ حدیثیں رسول خدا ﷺ کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و خلافت کو اور واضح انداز میں بیان کرتی ہیں۔ وہ روایتیں ان الفاظ میں نقل ہوئی ہیں۔

اَ. طبرانی نے «معجم کبیر ج ۵ ص ۱۸۶» میں زید بن ارقم سے اس طرح بیان کرتے ہیں:

https://downloadshiabooks.com/

ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ اَوْلىٰ بِهٖ مِن نفسه فعلى وليه۔

''میں جس پر اولویت رکھتاہوں علی بھی اس کے ولی ہیں۔''

انہیں الفاظ کو مولف تحفہ اثنا عشریہ شاہ ولی اللہ کے شاگرد قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنی کتاب «سیف المسلول» میں نقل کیا ہے۔

ب. سبط ابن جوزی نے «تذکرۃ خواص الامہ ص ۳۲» میں 'مولیٰ' کے معنی اولیٰ لئے ہیں اور اس کی دلیل خطبہ غدیر کا یہ جملہ۔

فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِيَدِ عَلِيٍّ وَقَالَ مَنْ كُنْتُ وليه و اولىٰ به من نفسه فعلىٰ وليه۔

قرار دیا ہے جس کو حافظ ابوالفرج، یحییٰ بن سعید اصفہانی نے نقل کیا ہے۔

ج. حنبلی فرقے کے پیشواء احمد حنبل اپنی «مسند ج ۵ ص ۳۶۱، ۳۵۹، ۳۵۸» میں بریدۃ الاسلمی سے اور وہ رسول اللہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ وليه فعلى وليه۔

''میں جس کا ولی ہوں علی اس کے ولی ہیں۔''

اسی روایت کو نسائی نے «خصائص ص ۴، ۹۳، ۱۰۱، ۱۰۳» میں علی علیہ السلام، بریدہ اور سعد سے نقل کیا ہے، ابن ماجہ نے اپنی «سنن ج ۱ ص ۴۲» میں براء بن عازب اور دیگر صحابہ سے نقل کیا

https://downloadshiabooks.com/

ہے۔ ان کے علاوہ اہل سنت کے دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اسی طرح جملہ 'من کنت مولاہ فعلی مولا' ان تین صورتوں میں نقل ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث نبوی میں لفظ 'مولیٰ' سے اولیٰ اور صاحب اختیار مراد ہے۔ کیونکہ حدیثیں ایک دوسرے کی وضاحت کرتی ہیں۔ بہر حال اس اہم بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے لفظ مولیٰ سے متعلق گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔

۲۔ ادبی دلیلیں

﴿۱﴾ علماء شیعہ اور علماء اہل سنت کے نظریات کے درمیان بہترین فیصلہ کرنے و الی لغت اور عربی ادب کی کتابیں ہیں، دیکھنا چاہئیے کہ عربی زبان میں یہ لفظ کس معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اہل سنت کے بعض علماء جیسے فخر الدّین رازی کا دعویٰ ہے کہ عربی زبان میں یہ لفظ ہرگز اولی بالتصرف کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ درج ذیل باتوں سے اس دعویٰ کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔

﴿۲﴾ اہل سنت کے بہت سے ادیبوں اور مفسروں نے لفظ 'مولیٰ' کے معنی اولیٰ قرار دیتے ہیں۔ اس طرح کے ادیبوں اور مفسروں کی تعداد کم سے کم ۵۰ ہے۔ ان گواہیوں کے باوجود کوئی متعصب یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ لفظ 'مولیٰ' ہرگز اولیٰ کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے اور کیا ان گواہیوں کی موجودگی میں جملہ 'من کنت مولاہ فعلی مولا' کا مفہوم اس کے علاوہ کچھ اور ہوسکتا ہے کہ مجھے جس پر اولویت حاصل ہے علی کو بھی اس پر اولویت حاصل ہے اور کیا حضرت علی علیہ السلام کی امامت کے لئے یہ جملہ کافی نہیں ہے؟

https://downloadshiabooks.com/

﴿۳﴾ 'مولیٰ' اولیٰ کے معنی میں استعمال ہوا ہے اس کے لئے بہترین دلیل خود قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں یہ لفظ اولی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

خداوندعالم کا ارشاد ہے:

مَأْوَاكُمُ النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلَاكُمْ

اہل سنت کے عظیم مفسرین جیسے کلبی، زجاج، فرائ، ابو عبیدہ، اخفش، ابو زید، مبرد، ابن الابناری، علی بن عیسیٰ، ثعلبی، واحدی، زمخشری، بغوی، بیضاوی اور نسفی وغیرہ نے اس آیت کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ تمہارا ٹھکانہ جہنم وہی تمہارے لئے اولیٰ ہے۔ اگر ہم اس آیت کا مفہوم وہ بیان کریں جو اہل سنت حدیث غدیر کا بیان کرتے ہیں تو بات مضحکہ خیز ہوجائے گی کہ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے وہی تمہاری دوست ہے۔ فخرالدّین رازی جیسے افراد جو 'مولیٰ' کے معنی «اولیٰ» قرار نہیں دیتے ہیں وہ اپنے رہبروں کی طرح قرآنی مطالب سے بے خبر ہیں۔

﴿۴﴾ حدیثوں میں بھی 'مولیٰ' اولیٰ کے معنی میں کافی استعمال ہوا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْاِمْرَاۃُ نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ مَوْلٰیھَا فَنِکَاحُھَا بَاطِل۔

"اگر کوئی عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے۔"

تمام محدثین نے یہاں 'مولیٰ' کامفہوم 'اولی بھا' اور 'المالك لامرھا' "اس کا سرپرست اور اس کے امور کا حاکم" بیان کیا ہے۔

بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح میں رسول خدا ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے:

اِنَّ عَلَی الْاَرْضِ مِنْ مُؤْمِنٍ اِلاَّ اَنَا اَوْلٰی النَّاسِ بِہٖ فَاَیُّکُمْ مَا تَرَکَ دَیْنًا اَوْ

https://downloadshiabooks.com/

ضِیَاعا فَانَا مَوْلاَہُ۔

”میں روئے زمین کے تمام مؤمن پر اولیٰ بالتصرف ہوں اور اگر کوئی فرصت یا جائداد چھوڑے تو میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔“

اس روایت میں بھی بہت ہی واضح انداز میں 'مولیٰ' کے معنی اولیٰ لیا گیا ہے۔ جس پر حدیث کا ابتدائی جملہ اولیٰ الناس بہ گواہ ہے۔ یہ بات کیونکر ممکن ہے کہ دوسری حدیثوں میں تو 'مولیٰ' کا مفہوم اولیٰ، مالک اور صاحب اختیار کے ہو، مگر صرف حدیث غدیر ہی میں اس معنی میں استعمال نہ ہوسکتا ہو۔ کیا یہ امتیازی برتاؤ تعصب اور جہالت کی بنا پر نہیں ہے؟!

﴿۵﴾ عربی اشعار میں بھی 'مولیٰ' اولیٰ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ «معلقات خمس» میں لبید کا شعر اس سلسلہ میں کافی مشہور ہے اور علماء لغت نے اکثر اس سے استفادہ کیا ہے۔

اور جب قدیم زمانوں سے یہ لفظ اولیٰ کے معنی میں استعمال ہورہا ہے تو کس طرح سے یہ جاہل اورمتعصب افراد دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ لفظ اولیٰ کے معنی میں استعمال ہی نہیں ہوا ہے اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا مطلب حضرت علی علیہ السلام کی ولایت نہیں ہے۔

۳۔ تاریخی دلیلیں

ایسے متعدد تاریخی واقعات ہیں جو اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ 'من کنت مولاہ فعلی مولا' کا مطلب حاکم، سرپرست، رہنما، اولی بنفس ہے۔ ذیل میں چند واقعات کا تذکرہ کرت ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

﴿۶﴾ جب حضرت رسول خدا ﷺ نے اس عبارت کے ذریعہ حضرت علی علیہ السلام کی امامت و خلافت کا تعارف کرایا، اسلام کے مشہور و معروف شاعر حسان بن ثابت انصاری نے رسول خدا ﷺ سے اجازت لے کر اس موقع پر چند اشعار لکھے او ران اشعار میں 'مولیٰ' کا مفہوم امام، رہبر اور ہادی قرار دیا ہے۔

فَقَالَه قُمْ يَا عَلِيُّ فَاِنَّنِي رَضِيْتُكَ مِنْ بَعْدِي إِمَامًا وَ هَادِيًا

اور پھر رسول خدا نے ان سے کہا کہ اے علی کھڑے ہو بیشک میں اپنے بعد تمہاری امامت وہدایت سے راضی ہوں

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مولاہ سے رسول خدا ﷺ نے امام و ہادی مراد لیا ہے اور اس مشہور و معروف جملہ سے حضرت علی علیہ السلام کی امامت و رہبری کا اعلان کیا ہے—ان اشعار کو اہل سنت کے مشہور و معروف علماء نے نقل کیا ہے۔

﴿۷﴾ جب معاویہ نے مولائے کائنات کے نام اپنے ایک خط میں اپنے فضائل و مناقب کا تذکرہ کیا، حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

"کیا ہند جگر خوار کا بیٹا اپنی بڑائی جتا رہا ہے۔"

اس وقت فوراً چند اشعار کہہ کر اپنے کاتب کو حکم دیا اس کو معاویہ کے جواب میں ارسال کردو۔ ان اشعار میں ایک شعر یہ بھی تھا:

فاوجب لی ولایته علیکم رسول الله یوم غدیر خم

"غدیر خم کے دن رسول خدا نے میری ولایت تم لوگوں پر واجب کی ہے۔"

ان اشعار کو اہل سنت کے ۲۶ معتبر علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا جس کی بنا پر ان اشعار کی صحت کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ کیا اس سلسلہ میں اس ذات کی گواہی کافی نہیں ہے جو باب مدینۃ العلم ہے اور حق جس کے ساتھ ساتھ ہے۔

﴿۸﴾ تاریخ اسلام میں ایسے واقعات موجود ہیں کہ جہاں اس حدیث سے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و رہبری پر استدلال کیا گیا ہے اور طرف مقابل (جو حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں میں ہوتا) نے کبھی اس استدلال پر اعتراض نہیں کیا۔

جنگ صفین کے موقع پر قیس بن سعد نے یہ اشعار پڑھے:

وَ عَلِیٌّ اِمَامُنَا وَ اِمَامُ نِسوانَا اَتی بهِ التَّنْزِیْل

یَوْمَ قَالَ نَبِیٌّ مَنْ کُنْتَ مَوْلاَ فَهذَا مَوْلاَهُ خَطَب جَلیل

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قیس بن سعد جیسے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حدث غدیر کا مطلب حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و خلافت کے علاوہ اور کچھ نہیں لیا۔

﴿۹﴾ جب معاویہ نے خاندان بنی امیہ کے قدیمی وفادار عمرو بن عاص کو مصر کا گورنر معین کیا، عمرو عاص نے معاویہ کو مصر کا خراج ارسال نہیں کیا۔ معاویہ نے عمرو عاص کو خط لکھا کہ فوراً مصر کا خراج روانہ کرو۔ عمرو عاص کو اس طرح کے خط کی توقع نہ تھی۔ اس نے اس کے جواب میں یہ اشعار معاویہ کو روانہ کردیئے اور اس میں اس بات کی وضاحت کی کہ اس کی حکومت قائم کرنے کے سلسلے میں اس نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے اور کس قدر زحمت برداشت کی ہے۔ جبکہ وہ (معاویہ) خلیفہ برحق

https://downloadshiabooks.com/

نہیں تھا۔ اگر حق کی بات ہے کہ تو حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بر حق ہے۔ یہ اشعار اس کا سبب ہوئے کہ پھر اس کے بعد معاویہ نے عمرو عاص سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ کیا عمرو عاص کی تصریح اور معاویہ کا سکوت اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ حدیث غدیر کا مفہوم حضرت علی کی ولایت و خلافت ہے؟ اور کیا پیروان معاویہ (اہل سنت) کے لئے یہ دلیل کافی نہیں ہے:

ان میں سے بعض اشعار ہیں:

وَ كَمْ قَدْ سَمِعْنَا مِنَ الْمُصْطَفٰى   وَ صَايَا مُخَصَّصَةً فِي عَلِيٍّ

اور ہم نے رسول خدا سے حضرت علی کے بارے میں کتنی خاص خاص باتیں سنی ہیں۔

وَ فِيْ يَوْمِ خُمِّ رَقِى مِنْبَرًا   وَ بَلَغَّ وَالْصُحُفَ لَمْ تَرْحَلْ

اور غدیر خم کے دن وہ منبر پر تشریف لے گئے اور پیغام پہونچایا

فَامْنَحُه امَرَةَ الْمُؤْمِنِيْن   مِنَ اللهِ مُسْتَخْلَفِ الْمُنْحَل

خداوند عالم کے حکم سے ان کو (علی) کو مؤمنین کو امارت عطا کی

وَ فی کفه کفه معلنا   ینادی بامر العزیز العلی

ان کا ہاتھ ان کے ہاتھوں میں تھا اور خدا کے حکم سے یہ اعلان کررہے تھے

وقال فمن کنت مولی له   علی له الیوم نعم الولی

اور فرمایا میں جس کا مولا ہوں علی بھی اس کے بہترین ولی ہیں۔

﴿۱۰﴾ عمرو بن عاص کا دوست، دربار معاویہ کا شاعر، اموی مزاج محمد بن عبداللہ حمیری اور دو شاعروں کے ساتھ معاویہ کے دربار میں تھا۔ اس وقت عمرو عاص بھی وہاں موجود تھا معاویہ بن ابوسفیان نے وہاں موجود شعراء سے کہا علی کے بارے میں کچھ بات کرو اور ہاں دیکھو حق کے علاوہ

https://downloadshiabooks.com/

اور کچھ نہ کہنا۔ (میرے انعامات کی لالچ میں علی کی مخالفت میں بات نہ کرنا)۔ حمیری کے ساتھی شاعروں نے نامناسب اشعار پڑھے اس پر معاویہ نے ان کی مذمت کی۔ (ان کے اشعار کس قدر حق سے دور تھے کہ معاویہ نے بھی مذمت کی) اور جب حمیری کی باری آئی اور اس نے دیکھا کہ کم از کم اس وقت معاویہ اور عمرو عاص کی طرف سے کوئی خاص خطرہ نہیں ہے بلکہ کچھ انعام کی بھی امید ہے اس نے اشعار کے درمیان یہ شعر پڑھا۔

تناسوانصبه فی یوم خم۔ من الباری و من خیر الانام۔

"خدا اور رسول کی جانب سے خم کے دن علی کے منصوب بامامت ہونے کو لوگوں نے بھلادیا۔"

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدائی اور قدیم اہل سنت بھی علی کی امامت اور رسولِ خدا ﷺ کی جانب سے غدیر غم کے دن منصوب بہ امامت ہونے کے معترف تھے۔ وہ حضرات جو اپنے کو سلف کا پیرو کہتے ہیں اور اپنے کو «سلفیہ» کہتے ہیں۔ کیا ان کے لئے معاویہ و عمرو عاص جیسے سلف کی پیروی ضروری نہیں ہے؟

﴿۱۱﴾ غدیر خم کے دن رسول خدا ﷺ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس کو اسلام کے اکثر شعراء نے نظم کیا ہے۔ علامہ امینی علیہ الرحمہ نے اپنی گرانقدر کتاب «الغدیر» میں معتبر اسناد و مدارک کے ساتھ ۹۵ قصائد نقل کئے ہیں ان تمام قصائد میں غدیر خم کے دن حضرت علی علیہ السلام کی خلافت اور امامت کی تصریح کی گئی ہے۔

جب ہر دور میں شعراء اور ارباب ادب نے اپنے اشعار میں 'من کنت مولاہ فعلی مولا'

https://downloadshiabooks.com/

کا مطلب، خلافت، امامت ، اولویت... لیا ہے اور اسی کو نظم کیا ہے۔ اب اگر کوئی اس روشن حقیقت سے انکار کرے تو اس کو اندھا تعصب کج فکری اور بد سلیقگی کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ اگر کوئی دن کی روشنی میں ضعف بصارت کی بنا پر سورج نہ دیکھ سکے اور اس کو رات کی تاریکی ہی پسند ہو تو اس کا کیا علاج ہے؟

﴿۱۲﴾ حضرت علی علیہ السلام نے جناب عمر کے معین کردہ شوریٰ کے مجمع میں عثمان، عبد الرحمن بن عوف، سعد وقاص، زبیر اور طلحہ کے سامنے جب اپنے فضائل کا ذکر کیا۔ اس میں حدیث غدیر کا بھی تذکرہ فرمایا اور فرمایا۔

فا نشدکم باالله هل فیکم احد قال له رسول الله من کنت مولاه فعلی مولاه۔ اللّهم وال من والاه و عاد من عاداه وانصر من نصره لیبلغ الشاهد الغائب غیری؟ قالواللّٰهم لا۔

”میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں تم میں سے میرے علاوہ کوئی اور ہے جس کے بارے میں رسول خدا نے فرمایا ہو، میں جس کا مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔ خدایا اس کے دوستوں کو دوست، اس کے دشمنوں کو دشمن رکھ اور اس کی مدد کرنے والوں کی مدد کر۔“

سب نے کہا: خدا گواہ ہے آپ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ یعنی اس پورے مجمع نے جو خلیفہ منتخب کرنے کے لئے اکٹھا ہوا تھا اس نے اعتراف کیا کہ غدیر خم کے موقع پر رسول خدا نے حضرت علی کو خلافت و امامت کے لئے منصوب کیا۔ وہاں موجود کسی ایک نے بھی یہ تاویل نہیں کی کہ اس

https://downloadshiabooks.com/

حدیث میں مولیٰ سے مراد دوست ہے، ولی اور حاکم نہیں ہے۔ نہیں معلوم عصر جدید کے علماء یہ دور کی کوڑی کہاں سے لائے ہیں؟

﴿۱۳﴾ حضرت علی علیہ السلام نے خلافت عثمان اور جنگ جمل کے دوران بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے بلکہ اس طرح کی بحثوں میں، عمار یاسر، ابو ہریرہ دوسی، ابو ایوب انصاری، خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین، قیس بن ثابت وغیرہ جیسے رسول خدا کے بزرگ صحابہ موجود تھے۔ ان میں کسی ایک نے بھی اعتراض نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے حضرت علی علیہ السلام کی تائید کی۔

اس طرح کی بحثیں اور مناظر سے حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ حضرت امام حسن علیہ السلام، عبداللہ بن جعفر، اصبغ بن نباتہ، عمر بن عبد العزیز اور مامون وغیرہ نے بھی انجام دیئے ہیں۔[1] اور کبھی بھی مقابل والوں نے اس استدلال پر کوئی اعتراض نہیں کیا ہے اور لفظ 'مولیٰ' کے معنی میں کوئی بحث یا تاویل نہیں کی ہے۔ اس پتہ چلتا ہے کہ اس طرح کی تاویلیں بعد دور کے شیاطین کی ایجاد ہیں۔

﴿۱۴﴾ واقعہ غدیر کے ۲۵ سال بعد یعنی ۳۵ ہجری میں جب کافی لوگ انتقال کرچکے تھے یا شہادت پا چکے تھے، کچھ لوگ دوسرے شہروں کی جانب ہجرت کرچکے تھے اور ادھر ادھر متفرق ہوگئے تھے۔ جبکہ بعض دوسرے حق فروخت کرچکے تھے ۔ بعض دشمن کے خوف سے تقیہ میں تھے اسی کے ساتھ ساتھ دشمنان اہل بیت علیہم السلام فضائل اہل بیت علیہم السلام کو مٹانے اور دوسروں کے فضائل گھڑنے، بنانے میں مشغول تھے ایسی صورت میں بات کچھ یہاں تک پہونچ گئی تھی کہ وہ افراد جو واقعہ غدیر میں شریک نہیں تھے یا جن کے پاس کوئی علم نہیں تھا اور ایمان بھی کوئی مضبوط نہیں تھا، یہ لوگ واقعہ غدیر

۱ تفصیلات کے لئے الغدیر ج ۱ ص ۱۵۹-۱۲۲ رجوع فرمائیں۔

https://downloadshiabooks.com/

کے بارے میں فکر کرنے لگے۔ اس موقع پر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے کوفہ میں موجود اصحاب اور تابعین کو جمع کیا اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور وہاں موجود لوگوں سے دریافت فرمایا کہ صرف وہ افراد واقعہ غدیر کی گواہی دیں جو اس روز موجود تھے اور جنہوں نے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی حدیث غدیر سنی ہے۔ تقریباً تیس (۳۰) افراد مجمع میں کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الست اولیٰ بکم من انفسکم قلنا بلیٰ یا رسول اللّٰہ۔ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ...

جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں: ابو ایوب انصاری، ابو زینب بن عوف، سہل بن حنیف، عبد الرحمن بن عبد الرب، ابو ہریرہ دوسی، نعمان بن عجلان، خزیمہ بن ثابت (ذوالشہادتین)، عبداللہ بن ثابت (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم)، حبشی بن جنان، عبید بن عازب، ثابت بن درمیہ ... اس مجمع میں زید بن ارقم بھی موجود تھے انہوں نے گواہی نہیں دی۔ مولائے کائنات نے ان پر لعنت کی اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھے ہوگئے۔

اس واقعہ کو ۴ صحابہ اور ۲۴ تابعین نے نقل کیا ہے اور اہل سنت کے ان معتبر علماء نے اپنی کتابوں میں اس کو درج کیا ہے۔ نسائی نے «خصائص» میں، ابن کثیر نے «الکامل ج ۵ ص ۲۱۱» میں، ابن اثیر نے «اسدالغابہ ج ۴ ص ۲۸» میں اور امام احمد حنبل نے «مسند ج ۴ ص ۳۷۰» میں...

آیا یہ واقعہ جو یوم الرحبۃ کے نام سے مشہور ہے ان افراد کے لئے کافی نہیں ہے جو صحابہ کرام کی محبت اور پیروی کا دم بھرتے ہیں؟

﴿۱۵﴾ اہل سنت کے عظیم مفسر زمخشری نے ربیع الابرار میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ معاویہ ایک سال حج کرنے گیا۔ وہاں اس نے سیاہ مگر بہادر اور دلیر عورت اکرومیہ کو بلایا اور اس سے کہا: «میں نے تم کو یہ دریافت کرنے کے لئے بلایا ہے کہ تم علی کو کیوں دوست رکھتی ہو اور مجھے کیوں دشمن؟» عورت نے کہا: «اگر جواب دوں تو کیا امان میں رہوں گی؟» معاویہ نے کہا: «ہاں»۔ عورت نے دلیلیں پیش کرتے ہوئے کہا: «میں علی کو اس لئے دوست رکھتی ہوں کہ غدیر خم کے دن جہاں تم بھی موجود تھے رسول خدا ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کیا (نہ کہ تمہاری) اور اس لئے دوست رکھتی ہوں کہ علی مسکینوں کو دوست رکھتے ہیں اور دینداروں کا احترام کرتے ہیں اور تم لوگوں کا خون بہاتے ہو اور تفرقہ ایجاد کرتے ہو۔ قضاوت میں ظلم کرتے ہو۔»

جب غدیر کا اعلان پردہ میں رہنے والی اور گھر کی چہار دیواری میں محدود عورتوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا اور بات اس قدر عام ہوئی کہ عورتیں اس سے استدلال کرنے لگیں اور مقابل کو لاجواب کرنے لگیں تعجب ہے کہ علماء اہل سنت سے یہ واقعہ کیونکر پوشیدہ رہ گیا؟

﴿۱۶﴾ رسول خدا ﷺ کے خطبے سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

"اے رسول جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اس کو پہونچا دیجئے اگر آپ نے نہ پہونچایا تو آپ نے رسالت کا کام انجام ہی نہیں دیا اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔"[۲]

---

۲ سورہ مائدہ، آیت ۶۷۔

https://downloadshiabooks.com/

کیا اس اہتمام کا مطلب یہ تھا کہ رسول خدا بس حضرت علی علیہ السلام کی دوستی کا اعلان کریں۔ اور علی کی دوستی کے اعلان میں کون ساخطرہ تھا جس سے حفاظت کی بات کی جارہی ہے؟ اعلان کے لئے جو اہتمام اور انتظام کیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و خلافت کا اعلان ہے جس کا نہ پہونچانا کار رسالت انجام نہ دینے کے مترادف ہے۔

﴿۱۷﴾ خطبہ مکمل ہونے کے بعد آیۂ اکمال۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

"آج (علی کی ولایت کے اعلان سے) دین کامل ہوگیا۔ نعمتیں تمام ہو گئیں اور خدا اس دین سے راضی و خوشنود ہوگیا۔"[۳]

جس کے رہنما اور پیشوا حضرت علی ہیں۔ اگر غدیر میں علی کی ولایت و خلافت کا اعلان نہ تھا تو اس آیت کو کس طرح بیان کرینگے کیونکہ حضرت علی علیہ السلام کی محبت کا اعلان تو اس سے پہلے بار بار کرچکے ہیں۔ غدیر کے دن کس چیز کا اعلان ہوا جس سے نعمتیں مکمل ہو گئیں اور خدا راضی ہوگیا۔ حضرت کی ولایت کے علاوہ اورکیا چیز ہوسکتی ہے۔ اس آیت کی شان نزول معلوم کرنے کے لئے اس آیت سے متعلق تفسیریں ملاحظہ ہوں۔

﴿۱۸﴾ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر خم میں خدا کے حکم سے مولیٰ اور حاکم معین کرچکے اور یہ بات ہر

---

۳ سورہ مائدہ، آیت ۳۔

https://downloadshiabooks.com/

طرف پھیل گئی۔ حارث بن نعمان فہری رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: آپ نے شہادتین (توحید او ر رسالت) کی گواہی چاہی ہم نے دی۔ آپ نے نماز، زکات اور حج واجب کیا ہم نے قبول کرلیا۔ لیکن آپ اس پر راضی نہ ہوے اب آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کو ہمارا حاکم معین کرلیا۔ اور فرمادیا: ”جس کا میں رہبر ہوں اس کے علی رہبر ہیں۔“ آیا یہ اعلان آپ کی جانب سے ہے یاخدا کی طرف سے؟۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے یہ خدا کا حکم ہے۔

یہ سن کر حارث اٹھ کھڑاہوا اور یہ کہتا ہوا اپنے اونٹ کی جانب چلا: خدایا اگر یہ حکم تیری جانب سے ہے تو مجھ پر پتھر یا عذاب نازل کر۔ ابھی وہ اپنے اونٹ تک نہیں پہونچا تھا کہ آسمان سے ایک پتھر اس پر گرا اور وہ وہیں ہلاک ہوگیا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ

حارث کا سوال خود بتا رہا ہے کہ غدیر میں رسول خدا نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور رہبری کا اعلان فرمایا ہے اور جو لوگ اس واقعہ سے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و رہبری کا اعلان فرمایا ہے اور جو کوئی اس واقعہ سے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و رہبری کا انکار کررہے ہیں اور واقعہ غدیر کی من مانی توجیہ کررہے ہیں وہ حارث کے واقعہ سے سبق لیں۔ کہیں ان پر بھی عذاب نازل نہ ہو گرچہ ان کی عقلوں پر پہلے ہی سے پتھر پڑے ہوئے ہیں۔

﴿۱۹﴾ جب رسول خدا ﷺ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و رہبری کا اعلان فرما چکے آپ نے انصار و مہاجرین سے فرمایا:

جاؤ اور علی علیہ السلام سے کہو: «اے علی ہم آپ سے عہد کرتے ہیں اور زبان سے معاہدہ کرتے ہیں اور ہاتھوں سے بیعت کرتے ہیں کہ اس بات کو اپنی اولاد تک پہونچائیں گے اور اس عہد میں رد و بدل نہیں کریں گے۔ آپ ہم پر گواہ ہیں اور خدا گواہی کے لئے کافی ہے۔» اور علی کو 'امیر المؤمنین' کہہ کر سلام کرو اورا سکے بعد کہو: «حمد ہے اس خدا کی جس نے ہمیں اس کی طرف ہدایت کی اور اگر وہ ہدایت نہ کرتا تو ہم ہرگز ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔»

کیا ان تمام باتوں سے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ورہبری سمجھ میں نہیں آتی؟

﴿۲۰﴾ ابو بکر اور عمر ان افراد میں شامل ہیں جنھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سننے کے بعد سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ ان کے بعد بقیہ انصار و مہاجرین نے بیعت کی۔ ان لوگوں نے بیعت کرتے وقت حضرت علی علیہ السلام کو یہ کہہ کر مبارکبادی: «مبارک ہو، مبارک ہو، مبارک ہو، یا علی آپ ہمارے مولیٰ ہوگئے۔»

تعجب ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر تو اس حدیث سے ولایت اور خلافت سمجھیں اور ان کے جاں نثار اور محبت کا دم بھرنے والے رازی، دہلوی، ندوی، نعمانی وغیرہ کچھ اور مطلب نکالیں۔ نہیں معلوم یہ لوگ کس کے پیروکار ہیں۔

﴿۲۱﴾ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے دن حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے اعلان کے بعد اپنا عمامہ مبارک «سحاب» اپنے سر اطہر سے اتار کر حضرت علی علیہ السلام کے سر اقدس پر رکھا اور اس طرح

https://downloadshiabooks.com/

ان کو تاج ولایت و امامت عنایت فرمایا اور اس کے بعد پھر یہ جملہ ارشاد فرمایا: 'من کنت مولاہ فعلی مولاہ'۔ یہ واقعہ اہل سنت کے ان عظیم علماء نے درج کیا ہے:

۱. شہاب الدین نے «توضیح الدلائل» میں۔

۲. جمال الدین شیرازی نے «اربعین» میں۔

۳. زرندی نے «نظم درر السمطین» میں۔

کیا یہ تاج پوشی ولایت اور رہبری و خلافت کی دلیل نہیں ہے؟ علماء اہل سنت ان تمام دلیلوں کے ہوتے ہوئے پھر کیوں حق قبول نہیں کرتے ہیں۔اور خواہ مخواہ کی تاویلات میں کیوں وقت ضائع کرتے ہیں۔

۴۔ دوسری دلیلیں

اگر کسی عبارت کو اس کے سیاق و سباق سے الگ کر کے سمجھا جائے اور اس جملہ کو پوری عبارت سے جدا کر کے بحث کا موضوع بنایا جائے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ بات کچھ کی کچھ ہو جائے اور اصل مطلب تحریف کا شکار ہو جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جملہ کے معنی و تفسیر بیان کرتے وقت پوری عبارت کو پیش نظر رکھا جائے اور اسی کے ساتھ ساتھ وقت اور حالات کو بھی مد نظر رکھا جائے تب صحیح مفہوم واضح ہوگا اور پوری بات سمجھ میں آئے گی۔ جملہ 'من کنت مولاہ فعلی مولاہ' بھی اس طرح کا ایک جملہ ہے۔ اس جملہ میں 'مولیٰ' کے معنی سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پورے خطبہ کو مد نظر رکھیں اس سے قبل اور بعد کے جملوں کو ذہن میں رکھیں، اور دوسرے قرائن کو ساتھ ساتھ رکھیں تب اس کے حقیقی معنی واضح ہونگے ورنہ حقیقت واضح نہ ہوگی۔

﴿۲۲﴾ رسول اکرم ﷺ نے یہ جملہ ارشاد فرمانے سے پہلے لوگوں سے اس طرح سوال فرمایا تھا:

الست اولیٰ بکم من انفسکم۔

"کیا میں تم پر خود تم سے زیادہ اختیارات نہیں رکھتا ہوں؟"

سب نے کہا: "یقینا آپ کو ہم سب سے زیادہ اختیار حاصل ہے"۔

اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا:

مَنْ کُنْتُ مَوْلاَہُ فَعَلِیٌّ مَوْلاَہُ

"جس پر مجھے سب سے زیادہ اختیارات حاصل ہیں اس پر علی کو بھی سب سے زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔"

اس ابتدائی جملہ الست 'اولیٰ بکم' کو اہل سنت کے ۶۴ محدثین جیسے احمد بن حنبل، ابن ماجہ، نسائی، ترمذی، طبری، حاکم نیشاپوری، ابن کثیر، سیوطی نے نقل کیا ہے۔ کیا یہ پہلا جملہ دوسرے جملہ کی وضاحت نہیں کر رہا ہے؟

﴿۲۳﴾ رسول خدا ﷺ نے اپنے خطبہ کی ابتداء میں ارشاد فرمایا:

کَاَنِّیْ دُعِیْتُ فَاَجَبْتُ

"مجھے (موت کی) دعوت دی گئی ہے اور میں نے قبول کر لیا ہے۔"

یہ جملہ بتا رہا ہے کہ اب زندگی کے بہت زیادہ دن باقی نہیں رہ گئے ہیں۔ اور پیغمبر اکرم ﷺ اپنے بعد اپنے جانشین کا اعلان کرنے والے ہیں۔ جضرت ابو بکر اور عمر نے ایسا ہی کیا تھا۔ دونوں نے

اپنی زندگی کے آخری لمحات میں یا اپنا جانشین معین کیا یا اس کا طریقہ کار معین کیا۔ کیا یہ سارے قرینے اس بات کے لئے کافی نہیں ہیں کہ جملہ من کنت مولاہ... حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و امامت سے متعلق ہے اور اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے؟

﴿۲۴﴾ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ تمام کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

فَلْيَبْلِغِ الشَّاہِدَ الْغَائِبَ

"موجود افراد ان تک یہ خبر پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔"

اگر روز غدیر کا تمام پروگرام، خطبہ، اعلان ولایت، بیعت، مبارکباد، تاجپوشی، جناب حسان کے اشعار، صرف اس لئے تھا کہ "میں جس کا دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں" یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے لئے اتنا زیادہ انتظام اور اہتمام کیا جائے۔ کیونکہ علی کی دوستی پہلے ہی سے بیان کی جاچکی ہے اور خود قرآن کریم کا ارشاد ہے:

الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

"مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔"[۴]

اس اہتمام اور تاکید سے بات صاف ظاہر ہے کہ بات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے جانشین اور خلیفہ ہونے کی ہے۔

﴿۲۵﴾ خطبہ تمام کرنے کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

۴ سورہ توبہ، آیت ۷۱۔

https://downloadshiabooks.com/

اَللّٰہُ اَکْبَر عَلٰی اِکْمَالِ الدِّیْنِ وَ اِتْمَامِ النِّعْمَۃِ وَ رَضِیَ الرَّب بِرِسَالَتِیْ وَ الْوِلاَیَۃِ لِعَلِیٍّ مِنْ بَعْدِیْ۔

”خدا بزرگ و برتر ہے۔اس کی کبریائی ہے کہ دین کامل ہوا، نعمتیں تمام ہوئیں اور پروردگار میری رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت سے راضی و خوشنود ہوگیا۔“

یہ عبارت ترمذی، نسائی، حاکم نیشاپوری، احمد حنبل، طبری اور دیگر حضرات نے نقل کی ہے۔ لفظ رسالت اور ولایت صاف صاف بتا رہا ہے کہ علی کی دوستی نہیں بلکہ ولایت و رہبری مراد ہے۔

﴿۲۶﴾ رسول خدا ﷺ نے خطبہ تمام کرنے کے بعد فرمایا»

اللّٰھم انت شھید علیھم انی قد بلغت و نصحت۔

”خدایا! تو گواہ ہے کہ میں نے بات پہنچادی اور نصیحت کردی۔“

اس سے واضح ہورہا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے جو بات بیان کی ہے وہ نئی بات ہے۔ جبکہ حضرت علی اور اہل بیت علیہم السلام کی دوستی کوئی نئی بات نہیں ہے اس کو تو رسول خدا ﷺ نے بار بار بیان فرمایا ہے۔

﴿۲۷﴾ خطبہ تمام ہونے، تمام لوگوں سے بیعت لینے، اور اس عہد و پیمان کی تاکید و توثیق کے ساتھ ساتھ جیسا کہ محمد بن جریر طبری نے کتاب «الولایۃ» میں زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

https://downloadshiabooks.com/

سلموا علیّا بامرة المؤمنین۔

”علی کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرو۔“

سب کو یہ حکم دینا کہ امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرو اس سے صاف ظاہر ہے کہ بات حضرت علی کی ولایت اور رہبری کی ہے۔ ورنہ اگر بات محبت اور دوستی کی ہوتی تو فرمانا چاہئیے تھا کہ ”محب المؤمنین“ کہہ کر سلام کرو۔ اس بات کو اہل سنت کے تمام علماء بخوبی جانتے ہیں کہ امیر المؤمنین کے لقب میں ولایت و امامت، ریاست و قیادت شامل ہے۔ انہوں نے یہ لقب حکمرانوں کے لئے استعمال کیا ہے دوستوں کے لئے نہیں۔

﴿۲۸﴾ حضرت رسول خدا ﷺ کو معلوم تھا کہ حضرت علی کی خلافت کو ہر ایک تسلیم نہیں کرے گا۔ منافقین اور حاسدین اس کو دل سے قبول نہیں کریں گے۔ اس لئے رسول خدا ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی کہ جو حضرت علی کو دوست رکھیں اور ان افراد پر لعنت اور نفرین کی جو ان کو دشمن رکھیں۔ رسول خدا ﷺ کی یہ دعا اور بد دعا اہل سنت کے اکثر محدثین اور مورخین نے نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی کی امامت و ولایت کے اعلان کے بعد فرمایا۔

اللّھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔

تاکہ ہر ایک کو معلوم ہوجائے کہ علی سے دوستی رکھنا اور ان کے احکام کی پیروی کرنا رسول خدا ﷺ کی دعا میں شامل ہونا اور حضرت علی کی نافرمانی اور ان کے احکام سے سرکشی رسول خدا ﷺ کی لعنت کا سبب ہے۔ رسول کی یہ دعا اس بات کو بھی واضح کر رہی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام معصوم

ہیں یعنی علی کی دوستی کسی بھی مرحلے میں گناہوں کی دعوت نہیں دے سکتی ہے۔ کیونکہ کسی کی مکمل پیروی کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے جب وہ معصوم ہو اور کردار ہر طرح کی برائیوں سے پاک و صاف ہو۔ اور جو بھی علی کی مخالفت کرے گا وہ رسول خدا ﷺ کی بددعا اور نفرین میں شامل ہوگا۔

﴿۲۹﴾ اہل سنت کے بہت سے مورخین محدثین اور مفسرین جیسے طبری وغیرہ نے زید بن ارقم، حذیفہ اسید اور عامر بن لیلی سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے »

یَا ایها الناس به تشهدون؟ قالوا: نشهدان لا الٰه الا الله قال ثم مه؟ قالوا: و ان محمّدًا عبده و رسوله قال فمن ولیکم؟ قالوا: الله و رسوله مولانا، ثم ضرب بیده الی عضد علی فاقامه فقال: من یکن الله و رسوله مولاه فان هذا مولاه۔

"رسول خدا ﷺ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ کس چیز کی گواہی دیتے ہو؟ سب نے کہا: خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی۔ پھر رسول خدا نے دریافت فرمایا: تمہارا ولی کون ہے؟ سب نے کہا: خدا اور اس کا رسول ہمارا ولی ہے۔ پھر رسول خدا نے علی کو اٹھایا اور فرمایا: جس کا خدا اور اس کا رسول ولی ہے اور اس کا یہ علی بھی ولی ہے۔"

اگر یہاں بھی تعصب اور کج فکری کی بنا پر مولا کے معنی دوست کے بتایا جائے تو کتنی غیر مناسب بات ہوگی۔ پھر اس ترجمہ کی بنا پر یہ جملہ پہلے جملوں سے بالکل بے ربط ہوجائے گا اور بے ربط بات کرنا خدا اور رسول سے بعید ہے۔ اس بنا پر ضروری ہے کہ رسول خدا ﷺ کے کلام کا مطلب یہ

https://downloadshiabooks.com/

لیا جائے کہ خدا اور رسول جس کے ولی ہیں علی اس کے ولی ہیں اور جو خدا و رسول کی ولایت تسلیم نہیں کرتا۔ اس کو علی سے کیا سروکار۔

﴿۳۰﴾ اگر غدیر کے وقت اور حالات کو نظر میں رکھا جائے تب بھی ولی کے علاوہ کوئی اور معنی بیان کرنا سخت دشوار اور غیر مناسب ہے۔ رسول کی حج سے واپسی، درمیان سفر، کھلا اور بے آب و گیاہ میدان، دوپہر کا وقت، غضب کی گرمی، قیامت کی تمازت، آگے بڑھ جانے والوں کو بلانا، پیچھے رہ جانے والوں کا انتظار کرنا، نماز ظہر و عصر کو ملا کر پڑھنا، پالان شتر سے منبر بنانا، خطبہ دینا، اپنی موت کی خبر دینا، علی کو اپنے ہاتھوں پر بلند کرنا، جملہ تین مرتبہ تکرار کرنا...

یہ سارا اہتمام اس لئے تھا کہ رسول فرمائیں کہ جس کا دوست ہوں اس کے علی دوست ہیں۔ کیا یہ مضحکہ خیز نہیں ہے۔ یہ لوگوں کے ساتھ مذاق نہیں ہے! وہ کیا وجہ ہے کہ اہل سنت ہر طرح کی بات اور ہر طرح کا اعتراض برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں چاہے خدا و رسول پر حرف آتا ہو مگر وہ 'مولیٰ' کے معنی ولی ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ اس کے پیچھے کو نسا راز ہے۔ یا وہ کونسی الجھن ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿۳۱﴾ یہ بات نہایت درجہ قابل افسوس ہے کہ غدیر کے دن رسول خدا ﷺ نے جو عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور جس کو ایک لاکھ سے زائد صحابہ نے سنا تھا لیکن اکثر محدثین اور مورخین نے اس پورے خطبہ کو نقل نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اتنا ہی لکھا کہ ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ عظیم مورخ ابو جعفر محمد بن جریری طبری نے زید بن ارقم سے نقل

https://downloadshiabooks.com/

کیا ہے۔اگر اس خطبہ کو غور سے پڑھا جائے اور اسکے ہر جملہ پر توجہ دی جائے تو منصف مزاج اور حقیقت کے متلاشی کے لئے بات بالکل واضح ہوجائے گی کہ من کنت مولاہ... کا مقصد ولایت و رہبری کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ خطبہ کے بعد جملے اس طرح ہیں:

”خدا کی جانب سے جبرئیل میرے پاس آئے ہیں کہ میں اسی جگہ ٹھہروں اور ہر گورے کالے کے لئے یہ واضح کردوں کہ:

انّ علی بن ابی طالب اخی وصیی و خلیفتی والامام بعدی۔

کہ یقینا علی بن ابی طالب میرے بھائی ہیں میرے وصی ہیں میرے خلیفہ ہیں اور میرے بعد امام ہیں۔“

اس کے بعد فرمایا:

فان اللہ قد نصبہ لکم ولیًّا واماما و فرض طاعتہ علی کل احد۔

”خدا نے ان کو تمہارا ولی اور امام معین کیا ہے اور ان کی اطاعت ہر ایک پر واجب کی ہے۔“

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

فان اللہ مولاکم و علیؑ امامکم ثم ان الامامۃ فی ولدی من صلبہ الی القیامۃ۔

”خدا تمہارا ولی ہے علی تمہارے امام ہیں اور قیامت تک امامت ان کی صلب سے میری اولاد میں رہے گی۔“

پھر فرمایا:

https://downloadshiabooks.com/

لا تحل امرة المؤمنین بعدی لاحد غیره۔

”میرے بعد لوگوں کی رہبری اور قیادت اور امیر المؤمنین ہونا ان کے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے۔“

ایک اور جگہ فرمایا:

هذا اخی و وصیي و واعی علمی و خلیفتی علی من آمن بی۔

”یہ میرا بھائی ہے، میرا وصی ہے میرے علم کا خزانہ دار ہے اور ہر اس شخص کے لئے میرا جانشین ہے جو مجھ پر ایمان لایا ہے۔“

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

النور من اللّٰہ فِیّ ثم فِی علیٍّ ثم فی النسل منه الی القائم المهدی۔

”خدا کا نور مجھ میں ہے پھر علی میں پھر علی کی نسل میں مہدی قائم تک۔“

یہ تمام جملے جو ہم نے اہل سنت کے بقول امام المورخین محمد ابن جریر طبری کی کتاب «الولایۃ» سے نقل کئے ہیں۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔کی وضاحت کے لئے کافی نہیں ہیں۔ ان تمام قرینوں اور دلیلوں کی موجودگی میں پھر بھی کوئی شک باقی رہ جاتا ہے کہ مولا سے مراد اولیٰ بنفس اور اولیٰ بالتصرف ہے اور حضرت علی کو ہر ایک پر اولویت و فوقیت حاصل ہے ان کی موجودگی میں کسی اور کو خلافت و امامت زیب نہیں دیتی۔

﴿۳۲﴾ خطبہ تمام کرنے کے بعد رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

https://downloadshiabooks.com/

هَنِّئُوْنی هَنِّئُوْنی ان اللہ خصّنی بالنبوۃ و خص اھل بیتی بالامامۃ۔

"مجھے مبارکباد دو مجھے مبارکباد دو کہ خدا نے مجھے نبوت کے لئے مخصوص کیا اور میرے اہل بیت کو امامت کے لئے۔"

یہ جملہ حافظ خرگوشی نے شرف المصطفیٰ میں احمد بن حنبل سے اور انہوں نے براء بن عازب اور ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے۔ کیا یہ جملہ حضرت علی کی ولایت کا اعلان نہیں کر رہا ہے۔

﴿۳۳﴾ جب خدا کی جانب سے رسول خدا ﷺ کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے اعلان کا حکم ہوا اس وقت آنحضرت ﷺ کو تشویش لاحق ہوئی وہ جانتے تھے کہ لوگ ابھی بھی جاہلی رسموں سے زیادہ نزدیک ہیں وہ یہی خیال کریں گے کہ رسول خدا اپنے خاندان کے افراد کو ہم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں اور اس غلط طرز فکر کی بنا پر طرح طرح کے ہنگامے برپا کریں گے۔ لیکن خدا نے ان کو حکم دیا اگر یہ کام نہ کیا تو عذاب ہوگا۔[۵]

دوستی کا اعلان ایسا کوئی اعلان نہیں تھا جس کے بارے میں رسول خدا کو خوف لاحق ہوتا، کیونکہ مؤمن کو دوست رکھنا اسلام کی ابتدائی تعلیم ہے۔ اسی بات کو ابن عباس او رجابر بن عبداللہ انصاری سے حاکم حسکانی نے شواہد التنزیل میں نقل کیا ہے:

امر اللہ تعالیٰ محمداً صلی اللہ علیہ و سلم ان ینصب علیا للناس فخبرھم بولایتہ فتخوف النبی۔

خدا نے محمد ﷺ کو حکم دیا کہ علی کو لوگوں کے لئے امام معین کردیں اور ان کو اس

۵ کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۳؛ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۱۴؛ منزل الابرار بدخشانی ص ۲۰؛ دُرّ المنثور ج ۲ ص ۲۹۸۔

https://downloadshiabooks.com/

بات سے آگاہ کردیں اس بات سے رسول خدا ﷺ خوف لاحق ہوا۔

﴿۳۴﴾ رسول خدا ﷺ نے اس پورے واقعہ میں بار بار لفظ «نصب» استعمال کی ہے یعنی منصوب کیا ہے۔ یہ لفظ امامت و رہبری کے ساتھ سازگار ہے نہ کہ دوستی کے لئے کیونکہ دوستی کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں ہوتی ہے۔

سید علی ہمدانی نے «مودة القربیٰ» میں خلیفہ دوم عمر سے یہ روایت نقل کی ہے۔ رسول خدا ﷺ نے غدیر کے دن فرمایا:

نصب رسول الله علیا علما فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

رسول خدا ﷺ نے علی کو علامت و رہنما معین کیا اور فرمایا میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں۔

اگر اس جملہ کو اس سے قبل (۳۳) جناب ابن عباس سے نقل شدہ جملہ امر الله محمداً صلی الله علیه و سلم ان ینصب علیّا للناس سے ملاکر دیکھیں تو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و خلافت کس قدر واضح ہوجاتی ہے۔

﴿۳۵﴾ شیخ الاسلام حموینی نے «فرائد المسطین» میں ابو ہریرہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غدیر میں جس چیز کا اعلان ہوا وہ خدا کی جانب سے آخری فریضہ تھا جس کو خدا نے لوگوں پر واجب کیا۔ اس فریضہ کے اعلان کے بعد آیۂ اکمال (آج تمہارا دین کامل کردیا ...) نازل ہوئی۔ یعنی جو چیز غدیر میں نازل ہوئی وہ اس سے پہلے نازل نہیں ہوئی تھی۔ جبکہ دوستی کا اعلان کوئی نئی بات نہیں تھی اور نہ

https://downloadshiabooks.com/

دوستی کا اعلان آخری فریضہ ہو گا۔ اب صرف دو راستے رہ جاتے ہیں یا تو 'مولیٰ' کے معنی ولی اور اولیٰ بنفس کے کریں یا صحابی رسول ابو ہریرہ دوستی کی تکذیب کریں۔

﴿۳۶﴾ اگر 'مولیٰ' کے معنی دوست کریں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے بیان کرنے میں لوگوں کو خوف لاحق ہو جبکہ حدیث غدیر کے بارے میں ملتا ہے کہ لوگ اس کے بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔ جب تک دریافت کرنے والے پر پورا پورا اعتماد نہیں ہوتا تھا اس وقت تک نقل نہیں کرتے تھے۔ احمد بن حنبل نے اپنی «مسند ج ۴ ص ۳۶۸» میں عطیہ عوفی سے نقل کیا ہے: میں زید بن ارقم کے پاس گیا اور کہا میرے داماد نے حضرت علی کے بارے میں غدیر کے تعلق سے آپ سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ میں آپ کی زبانی سننا چاہتا ہوں۔ زید نے کہا تم اہل عراق میں دورخی باتیں ہیں۔ (میں تم پر اعتماد نہیں کر سکتا۔) میں نے کہا: آپ میری جانب سے مطمئن رہیئے۔ پھر انہوں نے حدیث غدیر بیان فرمائی۔

ابن عقدہ نے اپنی کتاب «الولایۃ» میں مشہور تابعی سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ: میں سعد وقاص کے پاس گیا اور کہا میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں مگر ڈر لگتا ہے۔ انہوں نے کہا تم تو میرے چچا کے فرزند ہو۔ (ڈرو نہیں) جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث غدیر کا مفہوم ہرگز دوستی نہیں ہے۔ بلکہ مضمون کچھ اس طرح سے ہے جو موجودہ حکومت کے موافق نہیں ہے اور جس کا بیان کرنا سیاست کے خلاف ہے اور جس کا بیان کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ یہ ساری باتیں ولایت علی سے متعلق ہیں۔

﴿۳۷﴾ صحرا نشین عرب جو اپنی سرکشی اور نافرمانی میں مشہور تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور السلام علیک یا مولانا کہہ کر سلام کیا۔ یہ سن کر حضرت کو بہت تعجب ہوا کہ ان لوگوں نے ان کی ولایت تسلیم کرلی ہے۔ حضرت نے ان سے دریافت کیا: میں کس طرح تمہارا مولیٰ ہوں؟ ان کے سربراہ ابو ایوب انصاری نے فرمایا: ہم نے رسول خدا سے سنا ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ یہ احدیث احمد بن حنبل نے ریاح بن حارث سے نقل کی ہے۔ تعجب ہے کہ عرب کے صحراء نشین مولیٰ کے معنی ولی سمجھیں اور شہروں میں رہنے والے متمدن علماء اس کو درک نہ کرسکیں۔

﴿۳۸﴾ ۱۴ نمبر کے ذیل میں یوم الرحبۃ کا واقعہ نقل کرچکے ہیں اس مجمع میں موجود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۳۰ اصحاب نے واقعہ غدیر کی گواہی دی لیکن وہاں موجود انس بن مالک، براء بن عازب، جریر بن عبداللہ بجلی، زید بن ارقم، عبد الرحمن بن یدلج اور یزید بن ودیعہ جو غدیر میں موجود تھے ان لوگوں نے اس وقت گواہی نہیں دی۔

حضرت علی علیہ السلام نے ان پر لعنت کی اور فرمایا:

”اگر ان لوگوں نے دشمنی اورعناد کی بنا پر حق کو چھپایا ہے تو خدا ان کو مبتلا کر۔“

اس لعنت کی بنا پر براء اور زید اندھے ہوگئے، انس کو برص ہوگیا، جریر مرتد ہوگیا۔[۶]

اگر ’مولیٰ‘ کے معنی دوست ہیں اور لوگوں نے علی کی دوستی کو چھپایا تھا تو بہت سے لوگ اس

---

۶ مسند ج ۱ ص۱۹۹؛ المعارف ابن قتیبہ ۲۵۱؛ الانساب والاشراف؛ سیرہ حلبی ج ۳ ص ۳۰۲؛ الاربعین جمال الدین شیرازی ج ا ص ۲۱۱۔

https://downloadshiabooks.com/

لعنت میں مبتلا ہوتے صرف یہ چند افراد نہ ہوتے کیونکہ اس جرم میں تو بڑے بڑے شریک ہیں۔ یہ لوگ جو ان مصیبتوں میں مبتلا ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و امامت کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی تھی اور جو لوگ آج کل چھپانے کی کوشش کررہے ہیں وہ اپنا انجام سے ڈرتے نہیں؟

﴿۳۹﴾ غدیر کا واقعہ کوئی پہلا واقعہ نہ تھا۔ جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و جانشینی کا اعلان کیا ہو تا کہ علماء اہل سنت بخیال خود اس ایک حدیث کی من مانی تفسیر و توجیہہ سے مطمئن ہوجائیں اور اپنے رہبروں کو بچالے جائیں بلکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نورانی زندگی میں متعدد مرتبہ یہ بات لوگوں کے گوش گذار کی تھی اور حجۃ الوداع کی واپسی میں غدیر خم میں اس کو نہایت صراحت و وضاحت سے بیان فرمایا تھا۔ اور ہر ایک سے بیعت لی تھی۔ رسول خدانے اپنی بعثت کی ابتداء میں آیت وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (سورہ شعراء، آیت ۲۱۴) کے نازل ہونے کے بعد حضرت عبد المطلب کے تمام فرزندوں کو جمع کیا۔ دعوت کے بعد ان لوگوں کو اپنی نبوت پر ایمان اور مدد کرنے کی دعوت دی۔ اور فرمایا:

فایکم یوازرنی علی هذا الامر علی ان یکون اخی و وصیي و خلیفتی فیکم؟

"کون ہے جو میری مدد کرے تا کہ میرا بھائی، وصی اور تمہارے درمیان میرا جانشین ہو؟"

چالیس (۴۰) آدمیوں میں سے صرف علی علیہ السلام نے اس دعوت کو قبول کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر لبیک کہا۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا:

ان هٰذا اخی و وصیی و خلیفتی فیکم فاسمعوالہ و اطیعوا۔

"یہ میرا بھائی ہے میرا وصی ہے اور تمہارے درمیان میرا جانشین ہے۔"

دعوت ذوالعشیرہ حدیث غدیر کا اجمال ہے اور حدیث غدیر دعوت ذوالعشیرہ کی تفصیل ہے۔ اہل سنت حدیث غدیر کی توجیہہ کرسکتے ہیں مگر دعوت ذوالعشیرہ کی کس طرح توجیہہ و تاویل کریں گے؟ یہ حدیث اہل سنت کی اکثر معتبر کتابوں میں موجود ہے۔[7]

﴿۴۰﴾ حدیث غدیر میں لفظ 'مولیٰ' کی خود رسول خدا ﷺ نے وضاحت فرمائی ہے۔ جس کے بعد پھر کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ شیخ الاسلام حموینی نے «فرائد السمطین» میں بزرگ تابعی جناب سلیم بن قیس سے روایت نقل کی ہے۔ خلافت عثمان کے زمانے میں کچھ ۲۰۰ لوگ مسجد میں علمی گفتگو میں مشغل تھے اور قریش کے فضائل بیان کررہے تھے۔ ان لوگوں میں محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن عمر، عبد الرحمن، طلحہ، زبیر، مقداد، زید بن ثابت، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک وغیرہ شریک تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے فضائل بیان کررہے تھے، حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اہل بیت (امام حسن، امام حسین، عبداللہ بن جعفر وغیرہ) خاموشی سے سن رہے تھے۔ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا: کیوں خاموش ہیں۔ آپ بھی کچھ بیان فرمائیے۔ اس وقت حضرت نے فرمایا:

"آپ لوگوں نے جو فضائل بیان کئے یہ آپ سے یا آپ کے خاندان سے متعلق تھے۔"

سب نے کہا نہیں، بلکہ یہ تو خدا نے محمد اور ان کے خاندان کی بنا پر عطا کئے ہیں.

---

۷ الکامل ج ۲ ص ۲۴؛ تاریخ ابوالفداء ج ۱ ص۱۱۶؛ شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۲۵۴؛ محمد حسین ہیکل حیاۃ محمد طبع اوّل ص ۱۰۴؛ تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۱۶؛ تفسیر طبری ج ۹ ص ۷۴۔

https://downloadshiabooks.com/

حضرت نے فرمایا: ”سچ کہا۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ دنیا و آخرت کی جو بھی نیکی تم کو ملتی ہے وہ ہم اہل بیت کے واسطہ سے ملتی ہے کسی اور ذریعہ سے نہیں۔“

یہاں تک کہ گفتگو حدیث غدیر تک پہونچی۔ حضرت نے فرمایا: ”رسول خدا نے نماز جماعت کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا : ’اے لوگو! تم کو معلوم ہے خدا وندعالم میرا مولیٰ ہے اور میں مؤمنین کا مولیٰ ہوں۔ میں ان پر خود ان سے زیادہ اختیار رکھتا ہوں‘۔ سب نے کہا: ’ہاں یا رسول اللہ‘۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’قم یا علی فقمت فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ...

اے علی کھڑے ہو۔ میں کھڑا ہوا اور رسول خدا نے فرمایا میں جس کا مولا ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں‘۔

اس وقت سلمان فارسی نے سوال کیا، کس طرح کی ولایت؟ رسول نے فرمایا:

ولائہ کولای من کنت اولی بہ من نفسہ۔

میری ولایت کی طرح، جس طرح میں ان پر سب سے زیادہ اختیار رکھتا ہوں‘۔“

اتنی وضاحت کے بعد اب مزید کسی بحث و گفتگو کی ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح کی ایک حدیث علی بن حمید قرشی نے «شمس الاخبار ص ۲۸» میں نقل کی ہے۔

رسول خدا ﷺ سے من کنت مولاہ ... کے معنی دریافت کیے گئے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”خدا میرا مولا ہے وہ مجھ پر مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں میرا کوئی ارادہ و اختیار نہیں ہے۔ اور میں مؤمنین کا مولیٰ ہوں۔“

یعنی ان پر ان سے زیادہ اختیار رکھتا ہوں میرے مقابلہ میں ان کا کوئی ارادہ اختیار نہیں ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

اور جس کا میں مولیٰ ہوں اور جس پر مجھے اختیارات حاصل ہیں میرے مقابلے میں اس کا کوئی ارادہ و اختیار نہیں ہے علی اس کے مولیٰ ہیں۔ علی کو ان سب پر خود ان سے زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔ علی کے مقابلے میں کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

سید علی ہمدانی نے «مودۃ القربیٰ» میں اسی سے ملتی جلتی حدیث نقل کی ہے۔ رسول خدا ﷺ نے خطبہ غدیر کے دوران ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! کیا خدا مجھ پر اولیٰ نہیں ہے وہ مجھے امر دیتا ہے اور نہی کرتا ہے اور مجھے خدا پر کوئی ولایت حاصل نہیں ہے۔ سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔“

اس رسول خدا نے فرمایا۔

”جس کا خدا اور میں مولا ہوں یہ علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔“

یہ تم کو حکم دیں گے اور تم کو منع کریں گے۔ تم کو انہیں حکم دینے یا منع کرنے کا حق نہیں ہے۔

اس تفسیر اور وضاحت کے بعد بھی کوئی کسر رہ جاتی ہے؟ جو شخص خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے اور ان کی باتوں کو اولیت دیتا ہے اور ان کی باتوں کو اپنی جان پر مقدم جانتاہے اس کے لئے زیبا نہیں ہے کہ مولیٰ کی تفسیر ولی و حاکم کے علاوہ کچھ اور کرے؟ مگر یہ کہ وہ اپنے کو زیادہ عقلمند جانتا ہو—؟ بہرحال جو لوگ ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے پھر بھی غلط معنی بیان کررہے ہیں وہ قیامت کے دن خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اور اس تحریف کا رسول خدا ﷺ کو کیا جواب دیں گے؟

مصنف و ناشر:

ایسوسی ایشن آف امام مہدیؑ

پوسٹ بکس نمبر: ۱۹۸۲۲، ممبئی - ۰۵۰ ۴۰۰

https://downloadshiabooks.com/